(غلام گردش)

رینگتے ہوئے لوگ

انسان اپنے اردگرد کے حالات سے لاتعلق نہیں رہ سکتا۔وہ جتنا مرضی غیر جانبدار ہو،شہر کے خوف اور بے بسی کو محسوس کرسکتا ہے۔میں ان تین چار دنوں کے واقعات کا جائزہ لوں،تو مجھے لفظ "جمہوریت" بے معنی نظر آتا ہے۔میری دانست میں تو جمہوریت،کسی بھی حکومت کا ایک ایسا رویہ ہے جس میں تمام لوگ مل کر ساتھ چلتے ہیں۔یہ اپنی ذات سے بالاتر ہوکر لوگوں میں سہولتیں بانٹنے کا نام ہے۔مگر مجھے اپنے موجودہ نظام میں کوئی بھی ایسا سیاسی عنصر نظر نہیں آرہا جسے میں جمہوریت کے ترازو میں تول کر آپکو بتاسکوں،کہ یہ چیز بالکل مناسب اور ٹھیک ہے۔ہمارا سیاسی نظام کسی آسیب کا شکار ہوچکا ہے۔ہم صرف دائرہ میں گھوم رہے ہیں۔اب دائرے اور بھنور کے مسائل ہم تمام لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکے ہیں۔ہم عملی طور پر سول وار کے پہلے زینہ پر قدم رکھ چکے ہیں۔

مجھے آج کی قیادت سے کوئی سروکار نہیں۔ہماری کوئی بھی قیادت تقابلی جائزے میں اس فکری اور سیاسی پختگی پر کھڑی نظر نہیں آتی کہ انکے نزدیک عام آدمیوں کی کوئی سنجیدہ حیثیت ہو۔ہمارے پورے ملک کے وسائل پر بیس یا پچیس لوگ قابض ہو چکے ہیں۔اگر آپ بہت زیادہ فراخ دلی سے کام لیں،تو انکی تعداد پچاس سے زیادہ نہیں ہے۔ان لوگوں کا اپنی رعایا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔یہ لاتعلقی مجھے اب ایک کھائی کی طرح پھیلتی محسوس ہورہی ہے۔اس وقت ہر طرف گرد اور دھول ہے۔عام لوگ مقتدر حلقوں کی کسی بات پر اعتبار کرنے کیلیے تیار نہیں۔ہمارے اقتدار میں مستقل قیام پذیر لوگوں میں دیانت،خلوص نیت اور ذاتی فائدہ سے بالاتر ہونے کی مثالیں تشویش ناک حد تک کم ہوچکی ہیں۔

جوسی موجیقا کورڈانو(Juse Mujjica Cordano) یوروگیو(Uruguay) کا موجودہ صدر ہے۔اسکی عمر اسی سال ہے۔اسکی زندگی پر نظر ڈالیے تو آپ حیران ہوجاتے ہیں کہ دنیا میں ایسے قدآور سیاسی رہنما بھی ہیں۔جوسی ایک انتہائی غریب گھر میں پیدا ہوا۔اسکے والدین کے پاس صرف پانچ ایکڑ زمین تھی۔بچپن میں اسے روزگار کی تلاش میں انتہائی تلخ اور مشکل تجربے ہوئے۔تیرہ سے سترہ برس کی عمر میں کوئی ایسا عامیانہ کام نہیں تھا،جو جوسی نے نہ کیا ہو۔وہ زمین پر جھاڑو لگاتا رہا۔کمروں کی جھاڑ پونچھ کرتا رہا۔مزدوری کرتا رہا۔لوگوں کا سامان ڈھوتا رہا۔وہ لمبے سفر بھی سائیکل پر کرتا رہا کیونکہ اسکے پاس بس کا کرایہ نہیں ہوتا تھا۔ساٹھ کی دہائی میں اس نے ایک سیاسی پارٹی کا عسکری ونگ سنبھال لیا۔اس پارٹی کا نام ایم۔ایل۔این ٹیوپا ماروس تھا۔جوسی نے اس وقت کی حکومت کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کردی۔ایک جھڑپ میں اسکو چھ گولیاں لگیں۔وہ مرنے سے صرف اس لیے بچ گیا کہ اسے جس سرکاری ہسپتال میں علاج کے لیے داخل کروایا گیا،اسکا سرجن بھی اسکی سیاسی جماعت کا خفیہ ممبر تھا۔وہ حکومتی ناانصافی کو مسلح جدوجہد کے ذریعے ختم کرنا چاہتا تھا۔جوسی پندرہ سے بیس سال تک اس جدوجہد کا حصہ رہا۔اس اثناء میں چار بار گرفتار بھی ہوا۔مجموعی طور پر انتہائی سخت حالات میں چودہ برس جیل میں قید رہا۔اس میں چند سال قید تنہائی بھی شامل تھی۔یوروگیو کی فوج اسکے سخت خلاف تھی۔اسکو سرکاری جیل میں تشدد سے لیکر ہر طرح کی ذہنی اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔جیل میں فوج نے گھوڑوں کو پانی پلانے کیلیے تالاب کے نیچے تہہ خانہ میں موجیقا کو دو سال کیلیے

قید کردیا۔اس تہہ خانے میں گھوڑوں کا فضلہ باقاعدگی سے پھینکا جاتا تھا۔ان غیر انسانی حالات سے وہ اور مضبوط ہوکر باہر آیا۔مگر چودہ سال کی طویل نظر بندی نے اسکی صحت کو بہت نقصان پہنچایا تھا۔جیل میں بہت سی ذہنی بیماریاں شروع ہوگئیں۔اسے اپنے ہر طرف بولتے ہوئے بے نام لوگ اور پرچھائیاں نظر آتے تھے۔وہ ہر وقت انکی آواز کا جواب دیتا تھا۔اس سے پہلے کہ پاگل ہوجاتا، یوروگیو میں جمہوریت آ گئی۔ملک میں آئین اور قانون کی حکومت شروع ہوگئی۔

1985 میں حکومت نے عام معافی کا اعلان کردیا۔موجیقا کے تمام جرائم معاف کردیے گئے۔بیس سال کی مسلح جدوجہد نے اسے ایک پُر امن ملک کی قدر سکھادی تھی۔اس نے زندگی میں تمام تلخیاں بھلانے کا عظیم فیصلہ کرلیا۔سب سے پہلے اس نے تمام شدت پسند اور مختلف جنگی گروہوں سے لاتعلقی کا اعلان کرڈالا۔وہ اب قومی سیاست کے میدان میں داخل ہوچکا تھا۔اس نے ایک نئی عوامی سیاسی پارٹی بنالی۔اسکا نام Movement of popular participation تھا۔وسائل کی قلت کی بدولت ایک مخلوط سیاسی فرنٹ میں شامل ہوگیا۔قلیل عرصے میں وہ اس فرنٹ کا سب سے مقبول رہنما بن چکا تھا۔مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک ایماندار سیاستدان کے طور پر ابھرا تھا۔وہ خوفناک حدتک سچا انسان تھا اور عام لوگوں کے مسائل کی بات کرتا تھا۔اپنے سیاسی سفر میں دوبار سینٹ کا ممبر بنا۔2005 میں اسے زراعت کا وزیر بنادیا گیا۔اس وقت کا صدر تبارے وازقز (Tabare Vazquez) اسکی مقبولیت سے بہت خائف تھا۔چنانچہ موجیقا کو ان تمام مشکلات میں سے گزرنا پڑا جو ایک ترقی پذیر ملک کی سیاست میں پوشیدہ ہوتی ہیں۔موجیقا نے اپنے نظریات کو اپنے سینے سے لگا کر رکھا۔وہ عوام میں اس درجہ مقبول تھا کہ لوگ اسکو صرف دیکھنے کیلیے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوجاتے تھے۔عام لوگ اسکو دیکھ کر خوشی سے ناچنا شروع کردیتے تھے۔بنیادی وجہ صرف یہ تھی کہ عام شہری اسے بالکل اپنے جیسا سمجھتے تھے۔وہ لوگوں سے انکی زبان میں انتہائی سادہ طریقے سے بات کرتا تھا۔طاقتور حلقوں کی شدید مخالفت کے باوجود 2009 میں وہ اپنے ملک کا صدر بن گیا۔یہ ایک جمہوری انقلاب کا آغاز تھا۔موجیقا نے صرف اور صرف عام آدمی کی بہتری کیلیے کام کرنا شروع کردیا۔

موجیقا نے اپنے صدارتی انتخاب میں ایک نعرہ بلند کیا تھا۔وہ تھا "ایماندار حکومت اور ایک اول درجہ کا ملک"۔نعرے سے ملک کی کرپٹ اشرافیہ بہت زیادہ گھبرا گئی تھی۔لوگوں نے موجیقا کو تاریخی کامیابی سے ہمکنار کروادیا۔صدر بننے کے بعد موجیقا نے ایک نایاب تقریر کی۔اس نے کہا کہ "الیکشن کے بعد کوئی ہار اور جیت نہیں ہوتی۔اسکا کوئی بھی سیاسی دشمن نہیں ہے"۔اس نے ایک جگہ کہا کہ "سیاست میں سب سے بڑی غلطی ہے کہ یہ گمان کیا جائے کہ طاقت کہیں اوپر سے آتی ہے۔اصل طاقت تو لوگوں کے دل جیتنے سے پیدا ہوتی ہے"۔وہ کہتا تھا کہ "اس نے صلح کا سبق مسلسل جنگ لڑکر سیکھا ہے۔نیز کوئی بھی جنگ شریفانہ اور معقول نہیں ہوتی۔لہذا سیاست میں ہر معاملہ مذاکرات اور افہام وتفہیم سے طے کرنا چاہیے"۔وہ کہتا تھا کہ "سیاسی لڑائی انسانوں کو تشدد کی طرف لیجاتی ہے۔اس سے ہر قیمت پر پرہیز کرنا چاہیے"۔

جوسی موجیقا نے صدر بننے کے بعد حیرت انگیز فیصلے کیے۔اس نے صدارتی محل میں منتقل ہونے سے انکار کردیا۔دارالحکومت مونٹی ویڈیو (Montevideo) سے کچھ فاصلے پر اسکی اہلیہ کا ایک چھوٹا سا فارم ہے۔جس میں صرف ایک بیڈروم ہے۔موجیقا نے صدارتی محل

سے زیادہ اپنے اس ایک کمرے کے گھر کو ترجیح دی۔اس فارم کے چھوٹے سے کھیت میں صدر کی اہلیہ پھول اگاتی ہے۔یہ پھول خود جا کر، بازار میں ایک تاجر کے حوالے کر دیتی ہے۔دونوں میاں بیوی کا زندہ رہنے کیلیے ایک مختصر سا کاروبار ہے۔موجیقا نے دوسرا کام یہ کیا کہ کوئی محافظ یا پروٹوکول لینے سے انکار کر دیا۔وہ سارے کام اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔گھر سے صدارتی دفتر تک پرانی ذاتی گاڑی خود چلاتا ہے۔یہ 1987 ماڈل کی ووکس ویگن ہے۔اسکی موجودہ قیمت چار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں۔ بطور صدر اسکی ماہانہ تنخواہ 12000 یو ایس ڈالر ہے۔یہ تنخواہ پاکستانی بارہ لاکھ روپے کے برابر بنتی ہے۔وہ ماہانہ تنخواہ کا نوے فیصد حصہ غریب لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔اپنے پاس صرف کھانے پینے اور پٹرول کے پیسہ رکھتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ "غریب وہ نہیں جس کے پاس کم پیسے ہیں۔دراصل غریب وہ ہے جسے اپنی زندگی کے لیے ہر وقت زیادہ سے زیادہ پیسے کی ضرورت ہے"۔

چار سال کے عرصے میں اس نے اپنے ملک میں غربت پر مکمل قابو پا لیا ہے۔ایک ملک جس میں ہر طرف غربت کا راج تھا۔اب اسکی شرح صرف 11% رہ گئی ہے۔پوری دنیا کے ماہرین معیشت اسکے معاشی انقلاب کو ایک بے مثال ماڈل گردانتی ہے۔وہ لوگوں کو بتاتا ہے کہ " حکومت کا اصل کام اپنے تمام وسائل کو عام آدمی کی فلاح وبہبود کے لیے استعمال کرنا ہے "۔گوانٹونامابے (Guantanama) جیل میں صرف مسلمان قیدی رہتے ہیں۔وہ ان مسلمان قیدیوں کو آزادی کے بعد اپنے ملک میں تمام شہری سہولتیں بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔اسکے بقول کیونکہ وہ خود چودہ برس جیل میں رہا ہے۔لہذا ان مسلمانوں قیدیوں کی ذہنی اور جسمانی حالت کو عام لوگوں سے بہت بہتر طور پر سمجھتا ہے۔موجیقا نے اپنے ملک میں اپنی ذاتی مثال قائم کرنے سے ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔اسے صدر بنے صرف چار سال ہوئے ہیں۔

مجھے اپنے ملک کے سیاسی میدان میں موجیقا جیسا ایک بھی باکردار لیڈر نظر نہیں آتا۔شائد ہماری سیاسی سرزمین بانجھ ہو چکی ہے! ہر طرف جمہوری انقلاب کا شور ہے مگر اس انقلاب کو تو سب سے پہلے اپنے اوپر لاگو کرنا ہوتا ہے۔اپنی اَنا اور ذاتی دولت کی ہوس کو ختم کر کے لوگوں کی بلا معاوضہ خدمت کرنی ہوتی ہے۔چار دنوں میں آپ نے میڈیا پر نفرت اور رسوائی کے بہت سے واقعات دیکھے ہونگے! مجبور خواتین، بچوں اور بوڑھوں کو کنٹینرز کے نیچے کی خلا میں رینگتے ہوئے بھی دیکھا ہوگا! یہ کیڑوں کی طرح سفر طے کر رہے تھے! یہ ذلت آمیز مناظر ہمارے جبر پر قائم نظام کے انمٹ نقوش ہیں! انکو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے! مگر جس دن ان رینگتے ہوئے لوگوں نے کھڑا ہو کر چلنا سیکھ لیا، اس دن ہماری شفاف جمہوریت کا کیا حشر ہوگا؟

راؤ منظر حیات

Dated:10-08-2014